عہدِ نبوی کا تاریخی جائزہ

(۷)

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر عربی دلی یونیورسٹی

معرکۂ خندق

رسول اللہؐ کی قریش سے تیسری اور آخری بڑی لڑائی جو معرکۂ خندق کے نام سے مشہور ہے اُحد کے تقریباً دو سال بعد مدینہ کے شمال مغرب میں سَلع نامی پہاڑی کے قریب ذوالقعدہ ۵ھ میں واقع ہوئی۔ اُحد میں قرشی اکابر رسول اللہؐ کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہو کر جو ان کا اولین مقصد تھا، تیسری فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ وہ آس پاس کے عرب قبیلوں کو جو اُن کے حلیف تھے رسول اللہؐ کے خلاف اُکساتے رہتے تھے اور نجد کے طاقتور قبیلوں (اسد، فزارہ، سُلَیم، اَشجع، مُرّہ) کو جو مدینہ کے مضافات میں بیس پچیس سے پچاس ساٹھ میل شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب میں آباد تھے۔ اس خطرہ سے آگاہ کر کے جو رسول اللہؐ کے وجود سے ان کے مذہب، سالمیت اور گھاس پانی کی تلاش میں آزادانہ نقل و حرکت کو لاحق تھا، متحد و مسلح ہو کر اُن کے خلاف جارحانہ کارروائی کے لئے بھڑکاتے رہتے تھے جس کے زیرِ اثر وہ وقتاً فوقتاً اپنے پڑوسیوں کے تعاون سے اور کبھی یکہ و تنہا مدینہ پر حملہ کے ارادہ سے اپنی بستیوں سے نکل کھڑے ہوتے اور مدینہ کے باہر اہالی شہر کے ریوڑوں کو پکڑ لے جاتے یا مسلمان مسافروں کو لوٹ لیتے۔ ان قبیلوں کی سرکوبی کے لئے رسول اللہؐ برابر فوجی دستے (سرایا)

بھیجتے رہتے تھے، یہ قبیلے بالعموم مدینہ کے دستوں کی خبر پاکر بھاگ جاتے اور پہاڑوں میں روپوش ہوجاتے۔ رسول اللہؐ کی فوج ان کے ادھر اُدھر چرتے ہوئے مویشی یا ان کی بستی کی عورتوں بچوں کو پکڑ کر مدینہ لے آتے تھے اور مالِ غنیمت کے پانچ حصوں میں سے ایک خمس کے نام سے رسول اللہ کو دے کر باقی آپس میں بانٹ لیتے، تقریباً ڈیڑھ سال پہلے بنو نضیر کا اخراج عمل میں آیا توان کے صفِ اول کے لیڈر۔ حیّ بن اخطب، ابو یاسر بن اخطب، سلام بن ابی حقیق، ابو رافع کنانہ بن ابی حقیق، ربیع بن ابی حقیق، رافع بن ابی حقیق اور سلام بن مشکم مع اپنے خاندانوں کے خیبر میں مقیم ہوگئے تھے اور ان کے باقی ہم قوم شام چلے گئے تھے۔ یہ اکابر اوس کے غیر مسلم طبقہ کے متعدد اعیان اور خاص طور پر بنو عمرو بن عوف کے خاندان وائل کے ممتاز اشخاص کا ایک وفد لے کر مکہ آئے اور قرشی اکابر سے قینقاع اور نضیر کے ساتھ رسول اللہؐ کے سلوک کی شکایت کرکے درخواست کی کہ اپنے شایانِ شان ایک فوج لے کر چلیں اور مدینہ پر حملہ کرکے رسول اللہ اور ان کی فوجی مشین کا خاتمہ کردیں۔ قرشی اکابر نے مدینہ کے آخری یہودی قبیلہ قریظہ کے رجحانات کے بارے میں پوچھا تو وفد نے بتایا کہ وہ رسول اللہؐ کے زوال کے آرزومند ہیں، ان میں اتنی طاقت نہیں کہ رسول اللہؐ سے ٹکر لیں لیکن ان سے متصادم ہونے والوں سے تعاون کے لئے ضرور تیار ہوجائیں گے۔ اکابر نے وفد سے باہمی مدد کا عہد و پیمان کرکے رسول اللہؐ کے خلاف لڑائی کا وقت طے کرلیا۔ نضری اکابر مکہ سے خیبر واپس آکر پڑوس کے عرب قبیلوں کے سرداروں سے ملنے گئے، اُس سلوک کی ان سے شکایت کی جو رسول اللہؐ نے ان کے اور ان کے ہم مذہب قینقاع کے ساتھ کیا تھا، انھیں اس خطرہ سے آگاہ کیا جو رسول اللہؐ کی بڑھتی ہوئی طاقت سے حجاز کے عربوں کی آزادی، مذہب اور معیشت کو درپیش تھا اور اس خطرہ کے استیصال کے لئے انھیں رسول اللہؐ سے لڑائی کے لئے اکسایا، جن قبیلوں نے اپنی ناداری یا کمزوری کا عذر پیش کیا انھیں خیبر کی ایک سال کی پیداوار یا اس کا کچھ حصہ دینے کا وعدہ کرلیا اور انھیں اطمینان دلایا کہ ان کی پشت پناہی کے لئے قریش نے ایک بڑی فوج لے کر آنے کا وعدہ کرلیا ہے، یہ قبیلے لڑائی کے لئے تیار ہوگئے۔ ڈھائی ماہ بعد قرشی اکابر چار ہزار فوج لے کر مدینہ روانہ ہوئے، اس میں تین سو گھوڑے

اور پندرہ سو اونٹ تھے، اس میں قریش کے حلیف قبیلوں سے احابیش، کنانہ اور ثقیف کے متعدد دستے بھی تھے۔ یہ فوج اُحد کے جنوب اور مدینہ کے شمال میں سلع نامی پہاڑی کے سامنے ایک وسیع میدان میں خیمہ زن ہوئی۔ یہاں خیبر میں مقیم نضری اکابر۔ حُیَیّ بن اخطب، سلام بن ابی حُقیق، کنانہ بن ابی حُقیق وغیرہ اور نجدی قبائل۔ اسد، فزارہ، سُلیم، مُرہ، اشجع اپنے اپنے اکابر کی قیادت میں فوجیں لے کر اُن سے آملے، ان میں قبیلہ اسد کے دستہ کا قائد مشہور مرتدہ لیڈر اور مدعی نبوت طُلیحہ بن خُویلد بھی تھا۔ عربی روایت کے ایک اسکول کی رائے میں اتحادی فوجوں کی مجموعی تعداد دس ہزار[1] اور رسول اللہؐ کی فوج کی تین ہزار تھی، ایک دوسرے اسکول کے مطابق اتحادیوں کی تعداد چار ہزار اور مسلمانوں کی ایک ہزار[2] اور ایک تیسرے فریق کی رائے میں کل سات سو تھی[3]۔ یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ رسول اللہؐ کے لشکر میں نمائشی مسلمانوں کا لیڈر عبداللہ بن اُبَیّ موجود تھا یا نہیں یا اس کے کتنے متبعین رسول اللہؐ کے ساتھ تھے، بس اتنا معلوم ہے کہ اس کے متبعین اور کچھ دوسرے مسلمان بھی رسول اللہؐ پر نقد کرکے ان کی فوج میں بددلی پیدا کرنے والی باتیں کرتے رہتے تھے مثلاً یہ کہ محمدؐ کسریٰ، قیصر اور یمن کے محلوں کی فتح کی باتیں کرتے ہیں جب کہ ہماری بے بسی کا حال یہ ہے کہ قضائے حاجت کے لئے خیمہ سے نکلنا مشکل ہے، بخدا یہ سب دھوکہ کی باتیں ہیں[4]۔ رسول اللہؐ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ دشمن کے بڑے لشکر کا کس طرح مقابلہ کیا جائے ایک فارسی نژاد نومسلم سلمانؓ نے رائے دی کہ مدینہ کے سامنے دشمن کے رُخ پر خندق کھودلی جائے تاکہ اس کی کثیر پیادہ اور رسالہ فوج کو مرضی کے مطابق مسلمانوں پر ہجوم کرنے کا موقع نہ مل سکے اور مسلمان خندق کی آڑ میں تیراندازی اور پتھر باری کرکے اپنا دفاع کرسکیں۔ خندق کی تجویز منظور کرلی گئی، قبیلوں

---

[1] ابن سعد ۶۶/۲

[2] سمہودی ۳۰۱/۱

[3] یعقوبی ۵۰/۲

[4] طبری ۴۷/۳، مغازی صـ۴۶۳، یعقوبی ۵۱/۲ -

کو اپنے اپنے محلوں کے سامنے خندق کھودنے کا کام سپرد کر دیا گیا، بہت سے متذبذب اور منافق مسلمان خندق کھودنے کی مشقت سے جی چرانے لگے اور رسول اللہؐ کی بغیر اجازت کام چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے گئے، مناسب فاصلوں پر خندق میں کئی کئی گز چوڑی زمین بطور رہگذر بے کھدی چھوڑ دی گئی تاکہ جب موقع ملے مسلمان ان راستوں سے ہو کر دشمن پر حملہ کر سکیں، راستوں پر مسلح پہرہ لگا دیا گیا۔ عرب خندقی جنگ کے آداب سے بالکل ناواقف تھے اور اس خندق نے ان کی پیادہ اور رسالہ فوج کو تقریباً معطل کر دیا، ان کے رسالوں نے چند کوششیں خندق میں گھسنے کی کیں لیکن راستوں کے پہرے داروں اور خندق میں محصور مسلمان فوج نے انھیں مار بھگایا، ہر روز زیادہ تر تیر باری اور پتھر اندازی کے بعد جنگ ختم ہو جاتی۔ اتحادی فوج کے اعلیٰ کمانڈر ابو سفیان بن حرب نے نضری اکابر کی معرفت بنو قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کا ایک دستہ مسلح ہو کر اتحادیوں سے آملے اور دوسرا مدینہ جا کر مسلمانوں کے بال بچوں پر حملہ آور ہو تاکہ رسول اللہؐ کی فوج میں گھبراہٹ پیدا ہو جائے اور وہ اپنے متعلقین کی حفاظت کے لئے خندق کا حصار چھوڑ کر بھاگ جائیں اور اتحادی فوج پیچھے سے آکر ان کا ستھراؤ کر دے۔ قریظہ کی بستیاں مدینہ کے جنوب مشرق میں واقع تھیں اور چونکہ دشمن مدینہ کے شمال میں خیمہ زن تھا اس لئے اُدھر خندق نہیں بنائی گئی تھی، نضری لیڈر قریظہ کے اکابر سے ملے اور انھیں ابو سفیان کا پیغام پہنچایا لیکن وہ مسلح تعاون کرنے کو تیار نہیں ہوتے، انھوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو زبان دے چکے ہیں کہ ان کے دشمن کی مدد نہیں کریں گے، ہم یہ معاہدہ نہیں توڑیں گے، اس کا انجام بُرا ہوگا، جنگ میں اتحادیوں کو شکست ہوئی یا وہ بغیر لڑے چلے گئے تو محمدؐ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ نضری اکابر نے اپنے کیس کی بڑے جوش اور مبالغہ آمیز الفاظ میں وکالت کی اور بتایا کہ رسول اللہؐ کی چھوٹی سی فوج کے مقابلہ میں اتحادی ایک عظیم لشکر لائے ہیں جس میں تین سو سے زیادہ رسالہ فوج ہے اور اس کی قیادت قریش کے لائق اکابر کے ہاتھ میں ہے جنھوں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کا استیصال کئے بغیر گھر واپس نہیں جائیں گے قرظی اکابر مطمئن نہیں ہوئے، بڑی قیل و قال اور نضری اکابر کی جذبات انگیز دلیلوں سے متاثر ہو کر اور عقل کا دامن چھوڑ کر قریظہ کے اکثر لیڈر بادلِ ناخواستہ مسلح تعاون کے لئے

آمادہ ہو گئے لیکن یہ چار خاندان معاہدہ پر ثابت قدم رہے۔ شعبہ، اسد، اُسید اور ثعلبہ اور ان کے نمایندوں نے رسول اللہؐ کے پاس جا کر اپنی وفاداری کی توثیق کر دی۔[۱]

رسول اللہؐ کو خبر ملی کہ بنو قریظہ معاہدہ توڑنے کو تیار ہو گئے ہیں تو وہ اور صحابہ پریشان ہوئے، انھیں یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ قریظہ اَوس کے غیر مسلم یا نمائشی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کے جنوب سے جدھر خندق نہیں تھی ان کے بال بچوں پر حملہ کر کے عقب سے خود ان پر ہجوم کر دیں گے اور سامنے سے اتحادی موقع پا کر اُن پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کے لئے اپنا دفاع ناممکن ہو جائے گا۔ رسول اللہؐ کے کیمپ میں سخت بے چینی، ہراس اور اُداسی چھا گئی جس کی جھلک قرآن کی اس آیت اور عربی روایت کے مندرجہ ذیل الفاظ میں نظر آتی ہے اذجاؤکم من فوقکم ومن أسفل منکم واذا زاغت الأبصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنون۔ جب نجدی فوج شمال سے اور قرشی فوج جنوب سے تمہارے مقابلہ کے لئے آئی، جب مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، اُن کے دل بلیوں اُچھلنے لگے اور خدا کی طرف سے تمہارے دماغ میں بدظنی پیدا ہونے لگی۔ ونجم النفاق وفشل الناس وعظم البلاء واشتد الخوف وخیف علی الذراری والنساء[۲]۔ منافقت نے سر اُٹھایا، مسلمان لڑنے سے جان چرانے لگے، سخت آزمائش کا سامنا تھا، مسلمانوں پر خوف وہراس چھا گیا اور انھیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ دشمن ان کے بال بچوں پر حملہ کر دے گا۔ رسول اللہؐ نے دو دو سو، تین تین سو آدمیوں کے دستے مامور کئے کہ جو شہر کے محلوں میں جا کر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہیں تاکہ قریظہ کو معلوم ہو جائے کہ شہر میں دفاع کا انتظام ہے اور انھیں مسلمانوں کے بال بچوں یا عقب سے رسول اللہؐ کے کیمپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو، اس ہیبت وہراس کے ایام میں رسول اللہؐ نے اتحادی فوج کے بعض طاقت ور نجدی قبیلوں کو توڑنے کے لئے انصار کے نخلستانوں کی ایک تہائی پیداوار دینے کی پیشکش کی لیکن انصاری اکابر اس کے لئے تیار نہیں ہوئے[۳]

---

۱ ابن کثیر ۴/۱۰۳

۲ ابن سعد ۲/۶۷

۳ ابن سعد ۲/۶۹

پے چینی کے انہی ایام میں ایک عرب رسول اللہؐ کے جنگی اُفق پر نمودار ہوا جس نے ایسی چالیں چلیں کہ اتحادیوں کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے سے بد دل ہو کر رسول اللہؐ کے استیصال کی مہم ناتمام چھوڑ کر گھر لوٹ گئے ۔ یہ عرب جس کا نام نُعیم بن مسعود تھا قبیلہ غطفان کی شاخ اَشجع کا ایک ممتاز شخص تھا، جنگِ خندق کے دوران مسلمان ہوا اور رسول اللہؐ سے بولا : میرے اسلام کا علم نہ میرے قبیلہ کو ہے نہ قریش کو، آپ کا جو حکم ہو بجا لانے کو تیار ہوں ۔ انھوں نے کہا کوئی ایسی صورت نکالو کہ اتحادیوں میں پھوٹ پڑ جائے اور وہ ہمارے خلاف لڑنے سے باز رہیں ۔ نُعیم اس کے لئے تیار ہو گیا، پہلے وہ قُریظہ کے اکابر سے ملا جن سے اس کے اچھے مراسم تھے، اس نے کہا : آپ لوگوں کو میری دوستی اور اخلاص کا علم ہے، میں اس کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں، قریش اور غطفان (نجدی قبائل) باہر کے قبیلے ہیں، وہ اگر جنگ میں ہار گئے تو اپنے وطن واپس چلے جائیں گے، تم یہاں بے سہارا اور کمزور ہو کر رہ جاؤ گے اور مسلمان تمھارا استحصال کر کے تمھارے املاک پر قابض ہو جائیں گے اس لئے بہتر ہے کہ مسلح تعاون کے نتائج پر غور کر لو، میری رائے ہے کہ مدد کرنے سے پہلے قریش کے ستر بڑے آدمی بطور یرغمال لے لو اس شرط پر کہ وہ آخر دم تک محمدؐ سے لڑیں گے اور تمھیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے، قُرظی اکابر نے اس مشورہ کی قدر کی اور اس پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا ۔ اس کے بعد نُعیم قریشی لیڈروں سے ملا اور بولا : آپ لوگ میری دوستی اور خیر اندیشی سے خوب واقف ہیں، آپ کے بھلے کی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بنو قُریظہ اس بات پر نادم ہیں کہ انھوں نے محمدؐ سے معاہدہ توڑ کر تمھاری مدد کا وعدہ کر لیا ہے، انھوں نے محمدؐ کے پاس ایلچی بھیجے ہیں کہ ہم معاہدہ توڑنے پر نادم ہیں، کیا تمھارا دل ہماری طرف سے اس طرح صاف ہو سکتا ہے کہ ہم قریش و غطفان (نجدی قبائل) سے لڑیں اور ان کا استیصال کر ڈالیں، محمدؐ نے ہماری پیشکش قبول کر لی ہے اندریں حالات اگر قُریظہ کے اکابر تم سے یرغمال طلب کریں تو تم دینے سے انکار کر دینا ۔ اس کے بعد نُعیم غطفانی سرداروں سے ملا اور بولا : تم میرے ہم قوم اور رشتہ دار ہو اور یقیناً میری نیت اور اخلاص پر شبہ نہیں کرو گے میں جو کچھ کہوں اسے اپنے تک ہی محدود رکھنا، اس کے بعد نُعیم نے وہ بات کہی جو قریشی اکابر سے کہی تھی

اوران سے یرغمال نہ دینے کی تاکید کر دی۔ جمعہ کی رات کو قریش نے اپنے فوجی کمانڈر عکرمہ کی معرفت بنو قریظہ کو یہ پیغام بھیجا کہ جیسا تم لوگوں کو معلوم ہے یہ علاقہ ہمارے وطن سے بہت دور ہے، ہمارے گھوڑے اور اونٹ کافی تعداد میں خوراک کی کمی کے باعث مر چکے ہیں، کل صبح مسلح ہو کر آجاؤ تاکہ سب مل کر محمدؐ سے لڑیں اوران کا استیصال کر دیں۔ قرظی اکابر نے کہلا بھیجا کہ کل سبت (ہفتہ) ہے اور اس دن ہم کوئی فوجی اقدام نہیں کر سکتے، ہم تمھارے ساتھ مل کر اسی وقت لڑ سکتے ہیں جب تم اپنے شہر کے بڑے آدمی بطور یرغمال ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہمیں اطمینان ہو جائے کہ تم محمدؐ سے آخر وقت تک لڑو گے ان سے سمجھوتہ نہیں کرو گے اور نہ میدان چھوڑ کر بھاگو گے ورنہ ہماری شامت آجائے گی اور اکیلا پاکر محمدؐ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ پیغام قریش کو موصول ہوا تو ان کے اکابر نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو بات کہی تھی بالکل صحیح ہے، انھوں نے بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ ہم تمھیں فرد واحد تک بطور یرغمال نہیں دے سکتے، اگر محمدؐ سے لڑنا ہے تو فوراً تیار ہو کر آجاؤ۔ یہ پیغام پاکر قریظہ نے کہا کہ نعیم نے سچ کہا تھا، قریش کے دل میں چور ہے، اگر محمدؐ کا دباؤ زیادہ بڑھا تو وہ چھوڑ کر وطن بھاگ جائیں گے اور اکیلا پاکر محمدؐ ہمارا صفایا کر دیں گے، انھوں نے قریشی اکابر سے کہلا بھیجا کہ بغیر یرغمال لئے ہم مدد نہیں کر سکتے، اس طرح اتحادی قریظہ کے تعاون سے محروم ہو گئے[1]۔ اس محرومی کے علاوہ قریش کے لئے دو اور نامساعد حالات پیدا ہوئے جنھوں نے انھیں میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس سال بارش کے قحط کے باعث جانوروں کے چارہ اور خوراک کی بڑی کمی تھی، اکابر قریش کا خیال تھا کہ بدر اور اُحد کی طرح رسول اللہؐ سے تیسری جنگ بھی ایک دو دن میں ختم ہو جائے گی لیکن مدینہ پہنچ کر انھیں خلاف توقع کھلے میدان کی تیز رو جنگ کی بجائے محاصرہ کی دلدل میں پھنسنا پڑا اور یہ محاصرہ بغیر کسی فیصلہ کے تین ہفتے سے زیادہ چلتا رہا۔ اس اثنا میں ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کی خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے لگا، جانوروں کی ایک نامعلوم تعداد ہلاک ہو گئی اور جو بچے وہ کمزور اور لاغر تھے۔ ایسے کہ اکابر قریش کو اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کچھ دن اور میدانِ جنگ میں ٹھہرے تو ان کے جانوروں

---

[1] ابن ہشام ص۶۸۳، مغازی ص۴۶۹

میں شاید اتنی توانائی بھی باقی نہ رہے کہ وہ مکہ تک انھیں پہنچا دیں، اس پریشانی کے عالم میں ایک نئی مصیبت یہ نازل ہوئی کہ جس دن قُریظہ نے بغیر یرغمال لئے مسلح مدد کرنے سے انکار کیا اس کے دوسرے روز ایسی آندھیاں چلنے لگیں جو ایسی تیز و تند تھیں کہ اتحادیوں کا سارا کیمپ تہ و بالا ہوگیا، سردی ایسی کہ جسم تھرتھرانے لگے، خاک بُری طرح آنکھوں میں بھرنے لگی، کھانے کی دیگیں ہوا کی شدت سے اُلٹ گئیں، آگ ٹھنڈی پڑ گئی اور خیمے اکھڑ گئے۔ ان حوصلہ شکن حالات میں اکابر قریش نے بلا تاخیر وطن لوٹنے کا فیصلہ کر لیا جس کا ان کے کمانڈر ان چیف ابو سفیان بن حرب نے کیمپ میں اعلان کر دیا۔ چند گھنٹوں میں خندق کے پار رسول اللہ ؐ کے سامنے میدان اتحادیوں سے بالکل خالی تھا۔

قُریظہ کا استیصال

اتحادیوں کی واپسی کے اگلے دن رسول اللہ ؐ مدینہ واپس آ گئے اور بعد دوپہر انھوں نے مہاجرین کی ایک فوج علی حیدر ؓ کی قیادت میں قُریظہ کی بستیوں میں بھیجی جس نے قُریظہ سے مطالبہ کیا کہ خود کو ان کے حوالہ کر دے، تھوڑی دیر بعد غسل سے فارغ ہو کر رسول اللہ ؐ خود بھی آ گئے۔ قُریظہ کے دو[2] قصور تھے: ایک یہ کہ وہ رسول اللہ ؐ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ کر اتحادیوں کی مسلح مدد کے لئے تیار ہو گئے تھے اور دوسرے یہ کہ محاصرۂ خندق کے دوران جب رسول اللہ ؐ نے عہد شکنی کی تحقیق کرنے اور اس سے باز رکھنے کے لئے ایک وفد قُریظہ کے پاس بھیجا تو اُن کے اکابر نے وفد کے دو لیڈروں سعد بن مُعاذ اور سعد بن عُبادہ کے طرزِ عمل پر جو رسول اللہ ؐ کے سب سے بڑے انصاری مقرب اور اَوس و خزرج کے نقیب تھے سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم لوگوں نے ہمارا ایک بازو (یعنی بنو نضیر) توڑ ڈالا ہے، اسے واپس کر دو، ورنہ ہم پر بھی معاہدہ کی پابندی لازم نہیں ہوگی، تم لوگ جھوٹے ہو، کہتے کچھ ہو کرتے کچھ ہو[1] دونوں طرف سے تلخ لب و لہجہ میں الزامی باتیں ہونے لگیں، بنو قُریظہ نے انصار کو جھوٹا اس لئے کہا کہ قینقاع اور نضیر کا خزرج سے باہمی مدد اور ایک دوسرے کے خلاف جارحانہ کارروائی نہ کرنے کا معاہدہ تھا

---

[1] مغازی ص۴۶۷

جیسے خزرجی مسلمانوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ دونوں قبیلوں کا محاصرہ کرکے توڑ دیا تھا، بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے، انھیں اندیشہ تھا کہ وہ بھی آڑے وقت ان کی اسلحے مدد نہیں کریں گے جیسا کہ یہ اندیشہ بعد میں حقیقت بن گیا، سعد بن معاذ تیز مزاج آدمی تھے، انھوں نے قریظہ کو خوب برا بھلا کہا اور ان سے نفرت کرنے لگے، اس موقع پر انھوں نے یہ دعا مانگی : اے خدا مجھے اس وقت تک نہ اٹھائیو جب تک قریظہ کا استیصال دیکھ کر میرا دل ٹھنڈا نہ ہو جائے[1] ۔ وفد سے روداد ملاقات سن کر رسول اللہؐ نے بنو قریظہ کو عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا اور خندق سے واپس آکر ان کے استیصال کے لئے فوج بھیج دی، بنو قریظہ گڑھیوں میں محصور ہو کر اپنے حلیفوں، ہمدردوں اور بہی خواہوں کی مدد کا انتظار کرنے لگے، کم و بیش دو ہفتہ تک طرفین میں وقتاً فوقتاً تیر اندازی ہوتی رہی جس سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، اس اثنا میں اوس کے غیر مسلم عناصر اور نمائشی مسلمان اکابر قریظہ کو پیغام بھیجتے رہے کہ ہم تمھاری مدد ضرور کریں گے، تم نہ تو ہتیار ڈالنا، نہ جلا وطن ہونا لیکن قینقاع اور نضیر کی طرح قریظہ سے بھی انھوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا، اس وعدہ خلافی کی تہ میں مدینہ کے اکابر کی طرف سے پڑنے والے وہ مختلف قسم کے دباؤ تھے جن پر ہمارے مراجع نے روشنی نہیں ڈالی ہے ۔ پندرہ دن بعد ہر طرف مطلع تاریک دیکھ کر قرظی اکابر نے رسول اللہ کو پیغام بھیجا کہ ہم جلاوطنی کے لئے تیار ہیں، ہمیں بسلامتی شہر چھوڑنے کی ضمانت دی جائے ۔ رسول اللہ نے کہلا بھیجا کہ بلا شرط ہتیار ڈال دو، تمھاری قسمت کا فیصلہ میں خود کروں گا ۔ اکابر نے رسول اللہؐ سے درخواست کی کہ ابو لبابہ کو مشورہ کے لئے ان کے پاس بھیج دیں، یہ قبیلۂ اوس کے جن سے قریظہ کا حلف تھا ایک ہمدرد اور خیر اندیش عرب تھے، ابو لبابہ جب گڑھی میں پہنچے تو بچے اور عورتیں روتی ہوئی اور قرظی اکابر تصویر غم بنے اُن کے سامنے آئے اور ان سے رائے لی کہ موجودہ حالات میں انھیں کیا کرنا چاہئے ۔ ابو لبابہ نے کہا کہ بلا شرط ہتیار ڈال دو، اکابر نے پوچھا ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے گا تو انھوں نے اپنے حلق پر انگلی پھیری یعنی رسول اللہؐ تمھارے سارے بالغوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں ۔ چند دن اکابر نے اور انتظار کیا کہ شاید مدد کرنے

---

[1] مغازی ص۳۶۷

والے آجائیں اور ان کے لئے اپنے وطن میں باعزت جینے کی کوئی راہ نکل آئے لیکن جب کوئی مددگار نہیں آیا تو اکیسویں دن انھوں نے اوسی اکابر کو پیغام بھیجا کہ معاہدہ کے مطابق تم ہماری مسلح مدد تو کر نہیں سکے، اب اتنا ہی کرو کہ جس طرح عبداللہ بن اُبی نے رسول اللہ سے سفارش کر کے اپنے حلیف قینقاع کی جان بخشوائی تھی اسی طرح تم بھی سفارش کر کے ہمیں جان کی امان دلوا دو، اوسی لیڈروں کی ایک جماعت نے رسول اللہ سے سفارش کی تو انھوں نے کہا کہ اس معاملہ میں اپنے بڑے لیڈر اور نقیب سعد بن مُعاذ کو حکم بنا دو، وہ قُریظہ کے حق میں جو فیصلہ دیں اس پر عمل کیا جائے، رسول اللہ کو معلوم تھا کہ سعد بن مُعاذ قُریظہ کے بد اندیش ہیں، اس وقت سعدؓ مسجد کے ایک خیمہ میں صاحب فراش تھے، خندق کی جنگ میں ان کے بازو پر تیر لگا تھا جس سے ان کی بڑی رگ کٹ گئی تھی، خیمہ میں ایک عورت اُن کی مرہم پٹی کرتی تھی، اوسی لیڈر سعد بن مُعاذ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ رسول اللہ نے تمھیں حکم بنایا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ قُریظہ کی جان بخش دی جائے، سعد بن مُعاذ بھاری بھرکم آدمی تھے، ایک گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے ساتھیوں سے کہا: کھڑے ہو کر اپنے سید کا استقبال کرو۔ رسول اللہ نے سعد کو صورت حال سے مطلع کر کے کہا کہ قُریظہ کی قسمت کے بارے میں فیصلہ دیں۔ محاصرۂ خندق کے دوران جب سعد اکابر قُریظہ سے معاہدہ برقرار رکھنے کی اپیل کرنے گئے تھے تو اس وقت اکابر کی باتوں سے ان کے دل میں سخت کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ انھوں نے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ قُریظہ کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے، بال بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کی اراضی اور مکانات مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں۔[1]

قُریظہ کے بالغ مردوں کو گرفتار کر کے ایک مکان میں اور ان کی عورتوں بچوں کو دوسرے مکان میں بند کر کے پہرہ لگا دیا گیا، بالغ مردوں کی تعداد چھ اور سات اور بقول بعض آٹھ اور نو سو کے درمیان تھی۔[2] رسول اللہ نے مدینہ کے بازار میں گڑھے کھدوائے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں جا بیٹھے، قُریظہ کے

---

[1] یعقوبی ۲/۵۲، ابن سعد ۱/۷۷

[2] ابن کثیر ۴/۱۲۲، ۱۲۴، سمہودی ۱/۳۰۸

دس دس آدمی لائے جاتے اور گڑھوں کے کنارہ قتل کر دیے جاتے۔ . . . .
. . . . رسول اللہؐ کا سب سے بڑا مخالف حُیَیّ بن اَخطب نَضری جس نے قُریظہ کو معاہدہ توڑ کر اتحادیوں کا ساتھ دینے پر مجبور کیا تھا گڑھے کے پاس لایا گیا تو رسول اللہؐ نے اس سے کہا: حُیَیّ دیکھا خدا نے تجھے کیسا ذلیل کیا، اس نے جواب دیا: ہر شخص کا انجام موت ہے، میں مقررہ عمر سے زیادہ نہیں جی سکتا، مجھے تمھاری عداوت پر نہ پشیمانی ہے نہ ملال، دنیا سے جاتے وقت میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو۔[1] قُریظہ کی منقولہ دولت میں سے رسول اللہؐ کو یہ ہتھیار ملے: پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے، ڈیڑھ ہزار ڈھالیں۔[2]

بنو نضیر کی طرح قُریظہ کا پیشہ بھی زراعت اور باغبانی تھا، ان دونوں پیشوں میں انھوں نے اپنی محنت، لگن اور مہارت سے بڑی ترقی حاصل کر لی تھی، دور دور تک ان کے فارم اور نخلستان پھیلے ہوئے تھے۔ نضیر کے اَملاک کی طرح رسول اللہؐ نے قُریظہ کی منقولہ و غیر منقولہ دولت بھی اپنی تحویل میں لے لی، فوج میں تقسیم نہیں کی، عمر فاروقؓ نے اُن سے کہا کہ آپ نے بدر کے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ لے کر باقی قرآنی آیت کے بموجب فوج میں تقسیم کیا تھا، قُریظہ کا مالِ غنیمت اس طرح کیوں تقسیم نہیں کر رہے ہیں، وہ بھی تو لڑ کر حاصل کیا گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے جواب دیا کہ خدا نے چند عرب بستیاں مجھے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور قُریظہ کی بستی بھی انہی میں سے ایک ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنے قول کی توثیق میں یہ آیت پڑھی: ما أفاء اللّٰہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللّٰہ وللرسول ولذی القربیٰ فریضۃ۔ رسول اللہؐ نے قُریظہ کے مکانات، گڑھیاں اور بہت سے فارم نیز نخلستان اپنے ہاشمی و مطلبی اقارب نیز دوسرے قریشی صحابیوں میں بانٹ دیے۔[3] بدر کے بعد سے رسول اللہؐ اور مہاجرین کے ہاتھ مدینہ سے باہر عسکری مہموں

---

[1] ابن سعد ۲/۷۵، ابن ہشام صفحہ ۶۹۰، طبری ۲/۵۶

[2] ابن سعد ۲/۷۵

[3] مغازی صفحہ ۵۲۱

(سرایا) سے حاصل ہونے والی غنیمت سے جو روپیہ پیسہ، مویشی اور غلام حاصل ہوتے رہے تھے ان سے وہ مالی مشکلات بڑی حد تک دور ہو گئی تھیں جن سے ہجرت کے ڈیڑھ دو سال تک وہ دوچار رہے تھے لیکن قینقاع اور نضیر کے اخراج اور بنو قریظہ کے استیصال سے حاصل ہونے والی غیر منقولہ دولت (مکانات، کانوں، اراضی، گڑھیوں، زراعتی فارموں اور نخلستانوں) نے ان کے لئے اقتصادی ترقی کی وسیع بنیادیں فراہم کردیں، اس عظیم دولت کے ذریعہ رسول اللہؐ اور مہاجرین کے لئے مادی خوشحالی اور اُس پر منحصر رسوخ و عزت اور ساکھ کے دروازے کھل گئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کی رہائش انصار کے مکانوں میں تھی، انصار نے انھیں اپنی پیداوار میں بھی ساجھے دار بنالیا تھا، بنو نضیر اور قریظہ کی غیر منقولہ املاک پر قابض ہوتے کے بعد مہاجرین نے انصار کے مکان واپس یا خالی کر دئے اور اپنے لئے الگ مکانات بنالئے اور نخلستانوں کی پیداوار سے حصہ لینا بند کر دیا۔[1]

سنہ ۶ھ میں رسول اللہؐ نے جنگی نوعیت کی تقریباً ڈیڑھ درجن مہمیں روانہ کیں، ان میں سے دو کے وہ خود قائد تھے، ایک مہم کے علاوہ جو مدینہ کے جنوب میں مکہ سے پچاس ساٹھ میل شمال میں بمقام عسفان بھیجی گئی تھی، باقی ساری مہموں کا رخ مدینہ سے بیس تا ساٹھ ستر میل شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب میں وادی رُمہ اور نجد کی سرزمین کی طرف تھا، ان مہموں کے دوران کوئی بڑی یا قابلِ ذکر جنگ نہیں ہوئی، نہ کوئی اراضی یا نخلستان رسول اللہؐ کے ہاتھ آیا، سات آٹھ ہزار اونٹوں اور بکریوں، کئی درجن غلاموں اور لونڈیوں نیز سامان کی ایک نامعلوم مقدار کا بس خمس ہی انھیں ملا۔ ان مہموں میں سے چند انتقامی تھیں اور اُن عربوں سے بدلہ لینے اور انھیں عبرتناک سزا دینے کے لئے بھیجی گئی تھیں جو مدینہ سے متصل چراگاہوں سے رسول اللہؐ کی دودھ دیتی اونٹنیاں پکڑلے گئے تھے یا مسلمان مسافروں کو قتل کر دیا تھا یا کسی مسلم مہم کے آدمیوں کو مار ڈالا تھا، نصف درجن کا نشانہ وادی رُمہ اور نجد کے وہ مخالف قبیلے تھے جو رسول اللہؐ کے دشمنوں سے ساز باز کیا کرتے تھے یا مدینہ کے باہر اہالی شہر کے مویشی یا مسلمان تاجروں کو لوٹنے کا ارادہ رکھتے تھے، ایک

---

[1] فتح الباری (ابن حجر، مصر) ۳۵/۷، ۱۴۱/۸، قسطلانی (ارشاد الساری، مصر) ۳۶۵/۷

مہم مدینہ سے قریب چالیس میل شمال مغرب میں بمقام عیص قریش کا تجارتی قافلہ پکڑنے بھیجی گئی تھی جو شام سے آرہا تھا، اس قافلہ میں رسول اللہؐ کا غیر مسلم مال دار تاجر داماد زینب کا شوہر ابو العاص بھی تھا، یہ گرفتار ہو کر مدینہ لایا گیا، رسول اللہ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا سامان بھی واپس کرا دیا، قافلہ کا باقی مال و متاع خمس نکالنے کے بعد پکڑنے والوں میں تقسیم ہو گیا، معلوم نہیں خمس کی مالیت کیا تھی، قافلہ میں سامان تجارت کے علاوہ خام چاندی کی بڑی لیکن غیر متعین مقدار کی بھی تصریح کی گئی ہے[1]۔ ایک مہم کا رُخ مدینہ کے شمال کا بڑا تجارتی مرکز، شام جانے والے راستوں کا مُلتقیٰ اور دور افتادہ نخلستان دُومۃ الجندل کا مضافاتی علاقہ تھا، دُومۃ الجندل میں ایک کندی عیسائی خاندان کی حکومت تھی، شہر کے آس پاس دور تک ایک بڑا عیسائی قبیلہ کلب آباد تھا، ربیع الاول ۵ھ میں رسول اللہؐ نے دُومۃ الجندل پر اپنی قیادت میں یلغار کی تھی، ان کا مقصد قبیلۂ کلب کو تابع بنانا اور سرحدِ شام کے عیسائی حکمرانوں نیز نجد کے مطیع و غیر مطیع قبیلوں کو اپنی فوجی طاقت سے مرعوب کرنا تھا، ایک اطلاع کے مطابق اس یلغار کا محرک یہ خبر تھی کہ سرحد شام کے غسّانی اور قُضاعی عیسائی قبیلے دُومۃ الجندل کے قرب و جوار میں حجاز پر حملہ کے لئے جمع ہو رہے ہیں، رسول اللہؐ ایک ہزار منتخبہ فوج کے ساتھ اپنی نقل و حرکت مخفی رکھنے کے لئے دن میں چھپتے اور رات میں سفر کرتے دُومۃ الجندل کے قریب جا پہنچے، اُس وقت قبیلۂ کلب کے سارے خاص و عام غالباً پانی چارہ کی خاطر سرحد شام کی چراگاہوں کو گئے ہوئے تھے، رسول اللہ نے ان کے مویشی جو چرواہوں کی نگرانی میں وہ چھوڑ گئے تھے پکڑ لئے، اس کے بعد دُومۃ الجندل کے قلعہ بند شہر کا رُخ کیا، یہاں کا حاکم ان کی خبر پا کر مع باشندگان شہر پہاڑوں میں جا چھپا تھا۔ رسول اللہؐ چند دن ادھر تلاش کے بعد پکڑے ہوئے بہت سے مویشی لے کر مدینہ لوٹ آئے تقریباً ڈیڑھ سال بعد شعبان ۶ھ میں رسول اللہؐ نے اپنے ہم زلف اور بڑے قریشی تاجر عبدالرحمٰن بن عوف کو دُومۃ الجندل کے مضافات میں آباد قبیلۂ کلب پر چڑھائی کرنے کے لئے آمادہ کر لیا اور ایک رسالہ فوج دے کر انھیں بھیجا، عبدالرحمٰن کو تاکید تھی کہ اپنی نقل و حرکت حتی الامکان خفیہ رکھیں

---

[1] ابن سعد ۲/ ۸۷۔ ۹۱

دومن میں چھپتے اور رات میں سفر کرتے اچانک کلب کی بستیوں میں داخل ہو گئے اور قبیلے کے عیسائی اکابر سے مطالبہ کیا کہ رسول اللہؐ کو نبی مان کر مسلمان ہو جائیں ورنہ اُن پر حملہ کر دیا جائے گا اور ہارنے کے بعد ان کے بالغ مردوں کو قتل اور بال بچوں کو غلام بنا لیا جائے گا۔ خوف زدہ ہو کر کلبی اکابر اور ان کے بہت سے ہم قوم مسلمان ہو گئے، ایک اقلیت نے جزیہ دے کر جان مال کی امان حاصل کر لی، مہم پر بھیجتے وقت رسول اللہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو یہ ہدایت بھی کی تھی کہ اگر کلبی اکابر مسلمان ہو جائیں تو ان کے حاکم اصبغ بن عمرو کی لڑکی سے شادی کر لیں، اُس کی لڑکی کا نام تماضر تھا، عبدالرحمٰن اسے بیاہ کر مدینہ لوٹ آئے[1]

چار مہمیں رسول اللہؐ نے اپنے چار مخالفوں کو قتل کرنے روانہ کیں، ان میں سے دو یہودی تھے، ایک بنو نضیر کا لیڈر ابو رافع سلام بن ابی حُقَیق، دوسرا خیبر کا حاکم اُسیر بن زارِم، تیسرا رسول اللہؐ کا خسر اور قریشی زعیم ابوسفیان بن حرب، اور چوتھا قبیلہ ہُذیل کا ایک رئیس سفیان بن خالد۔ ابو رافع یثرب سے جلاوطنی کے بعد خیبر میں مقیم ہو گیا تھا اور آس پاس کے عربوں کو رسول اللہؐ کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔ اسے قتل کرنے پانچ خزرجی جوشیلے جوانوں کی ایک ٹولی خیبر گئی، رات کو دھوکہ دے کر اس کے کمرہ میں داخل ہو گئی اور اُسی طرح ابو رافع کو قتل کر دیا جس طرح کہ ان کے بشیر وادسی جوانوں نے کعب بن اشرف، عصماء اور ابو عفک کو ہلاک کیا تھا، اُسیر بن زارِم کے بارے میں رسول اللہ کو خبر ملی تھی کہ اُس نے غطفانی قبائل کے سرداروں کو ان سے جنگ کے لئے اکسایا ہے، تیس انصاریوں کی ایک دوسری جماعت نے اُسیر بن زارِم اور اس کے اُنتیس ساتھیوں کو خیبر سے چھ سات میل باہر ہلاک کر دیا۔ ہُذلی رئیس سُفیان بن خالد عَرَفات کے قریب وادی عُرَنہ کے عربوں کو رسول اللہؐ سے لڑائی کے لئے متحد کرنے کی کوشش کر رہا تھا، رسول اللہؐ نے ایک شخص مامور کیا جس نے عُرَنہ پہنچ کر خالد کو جب وہ سویا ہوا تھا مار ڈالا۔ ابوسفیان کے خلاف مہم ناکام ثابت ہوئی[2]

معاہدۂ حُدَیبیہ

رسول اللہ کی قریش سے تین بڑی لڑائیاں ہو چکی تھیں لیکن ان کا مقصد وحید کہ قریشی اکابر ان کی نبوت و دعوت قبول کر لیں پورا نہیں ہوا تھا، اس کے برخلاف ان جنگوں سے دونوں طرف انتقامی اشتعال بھڑ

---

[1] ابن سعد ۱/۶۲، ۸۹، انساب الاشراف ۱/۱۴۴، ابن کثیر ۴/۹۲، دیاربکری ۲/۶۱ [2] ابن سعد ۱/۹۱-۹۴

گیا تھا اور ایک چوتھی لڑائی کے دوامی کو تقویت پہنچ رہی تھی، اِن جنگوں میں رسول اللہؐ کے بہت سے بزرگ، رشتہ دار اور دوست احباب اور طرفین کے بیسیوں کمانے والے مارے گئے تھے، بہت سی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو کر معاشی و سماجی پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان ساری تلخ حقیقتوں کے احساس سے رسولؐ آزردہ خاطر تھے، انھیں خوب معلوم تھا کہ اگر قریش سے پھر لڑائی ہوئی اور وہ ہارے یا جیتے بہرصورت وہ انھیں نبی تسلیم نہیں کریں گے، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ قریش اکابر میں ان کی دولت مندی، صلہ رحمی اور رفاہی کاموں میں فراخ دلی سے روپیہ خرچ کرنے کے باعث مقامی و بیرونی عربوں میں غیر معمولی عزت و وجاہت سے پیدا ہونے والی رعونت انھیں لڑائی میں ہرا کر مسخر نہیں کی جا سکتی، نیز یہ کہ قریشی اکابر کو مطیع کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اپنی مادی طاقت اور عسکری دھاک اتنی بڑھا لی جائے کہ انھیں دونوں کے سامنے جھکنا پڑے۔ اس پایہ کی توانائی حاصل کرنے کے لئے رسول اللہؐ چاہتے تھے کہ چند سال کے لئے قریش سے جنگ بند رکھنے کا کوئی سمجھوتہ کر لیا جائے تاکہ اس اثنا میں ان کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ حجاز اور اس سے ملحق غیر مسلم علاقوں کی طرف متوجہ ہوں اور انھیں مسلمان بنا کر ان کے انسانی و معاشی وسائل سے قوت حاصل کر کے یا اسلام سے انکار کی صورت میں ان کے مال و متاع پر قابض ہو کر اپنی مادی طاقت اور عسکری دھاک اتنی بڑھا لیں کہ اس کے سامنے قریش کو گھٹنے ٹیکنا پڑیں۔

اس مقصد کے پیشِ نظر رسول اللہ نے خندق کے ایک سال بعد ذوالقعدہ ۶ھ میں حج اور بقول بعض عُمرہ کرنے کا اعلان کیا، مہاجرین و انصار کے علاوہ انھوں نے مدینہ سے باہر کے عربوں کو بھی اپنے ساتھ چلنے کی تاکید کی، وہ چاہتے تھے کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں ان کے ساتھ ہوں کہ اکابر قریش انھیں دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور اگر انھیں قریش سے لڑائی لڑنا پڑے تو ان کے کثیر تعداد ساتھیوں کی مدد سے قریش کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکیں۔ مدینہ سے باہر کے بیشتر عربوں اور مدینہ کے بہت سے مسلمانوں نے مختلف بہانوں کی آڑ لے کر جانے سے گریز کیا۔ رسول اللہؐ کے ساتھیوں کی کل تعداد چودہ اور بقول بعض پندرہ سو تھی جس میں مہاجرین و انصار کا تناسب غالب تھا، احتیاطاً

رسول اللہؐ نے گھوڑے اور ہتھیار بھی ساتھ لے لئے تھے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جنگ و قتال کے ارادہ سے نہیں نکلے ہیں بلکہ کعبہ کی زیارت اور طواف ان کا مقصد ہے رسول اللہؐ اور ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ لیا تھا اور قربانی کے لئے ستر اونٹ لے لئے تھے جن کی گردنوں میں پرانے جوتوں کے ہار پڑے تھے جیسے کعبہ پر قربانی کے جانوروں کی گردن میں ڈالے جاتے تھے۔

رسول اللہؐ ابھی مکہ سے دس بارہ میل دور تھے کہ اکابر قریش کو ان کی آمد کا علم ہو گیا، انھوں نے رسول اللہؐ کی پیش قدمی روکنے کے لئے بلا تاخیر چند رسالے خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور ابو سعید بن عاص کی قیادت میں بھیجے اور پیچھے پیچھے خود بھی ایک فوج لے کر روانہ ہو گئے۔ رسول اللہؐ کو جب قریشی رسالوں اور فوج کی خبر ملی تو انھوں نے کہا: آج میں قریش کے ساتھ اس طرح کا ہر سمجھوتہ کرنے کو تیار ہوں جس سے صلہ رحمی کے تقاضے پورے ہوتے ہوں۔ لاتدعونی الیوم قریش إلی خُطّة یسألونی فیها صلة الرحم إلا أعطیتهم[1]۔ رسول اللہؐ قریش کے رسالوں سے بچ کر ایک دوسرے راستہ سے حدیبیہ کی وادی میں خیمہ زن ہوتے جو مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر تھی، انھوں نے اپنا ایک قاصد بھیج کر قریشی اکابر کو مطلع کیا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں حج کے لئے آئے ہیں، تین دن بعد واپس چلے جائیں گے، ہمیں شہر میں آنے سے نہ روکا جائے۔ اکابر نے کہلا بھیجا کہ ہم ایک ایسے دشمن کو جس سے ہماری تین بڑی لڑائیاں ہو چکی ہیں اور جو ہم سے اور ہم جس سے انتقام لینا چاہتے ہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے، قریش کا خیال تھا کہ حج کے بہانہ سے شہر میں داخل ہو کر محمدؐ ان پر حملہ کر کے لوٹ لیں گے۔ رسول اللہؐ کے قریشی مقربوں میں عثمان غنیؓ وہ واحد شخص تھے جن کی صلح جوئی اور جنگ و قتال سے گریز کی صفت قریشی اکابر کو پسند تھی، جن کے مکہ میں ایسے رشتہ دار موجود تھے جو ان کی سابقہ نیکنامی کے باعث ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو تیار تھے۔ رسول اللہؐ نے عثمان غنیؓ کو اکابر قریش کے پاس بھیج کر اطمینان دلایا کہ ہمارا مقصد لڑنا یا

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۷۴۲-۷۴۷، دیار بکری ۲/۱۸۔

دھوکہ دے کر کوئی جارحانہ کارروائی کرنا نہیں ہے، ہم صرف حج کرنے آئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم حج کے لباس میں ملبوس ہیں اور قربانی کے بہت سے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ اس اثنا میں قبیلہ خزاعہ کا جن کی بستیاں مکہ سے باہر تھیں ایک لیڈر بُدیل بن ورقا جس سے رسول اللہؐ کے اچھے تعلقات تھے ان سے ملنے آیا، اس نے خبر دی کہ قریشی اکابر نے ان سے لڑنے کے لئے ایک فوج بھیجی ہے۔ رسول اللہؐ نے بُدیل سے کہا: ہم حج کرنے آئے ہیں، لڑنے بِھڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، پچھلی تین جنگوں میں قریش بری طرح رگڑے گئے ہیں اور انھیں بھاری مالی وجانی نقصان ہوا ہے، اگر وہ چاہیں تو میں ایک مقررہ مدت کے لئے ان سے سمجھوتہ کر سکتا ہوں، اس مدت میں وہ مجھے عربوں سے نمٹنے کے لئے آزاد چھوڑ دیں یا اسلام قبول کرلیں، اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو میں ان سے لڑوں گا۔ ان قریشا نہکتہم الحرب وأضرت بہم فإن شاؤا ماددتہم مدۃ یخلوا بینی وبین العرب وإن شاؤا دخلوا فیما دخل فیہ الناس وإن ہم أبوا فوالذی نفسی بیدہ لأقاتلنہم[1]۔ قریش نے اپنی طرف سے دو تین آدمی عثمان غنیؓ کے بیان کی توثیق کے لئے رسول اللہؐ کے پاس بھیجے، رسول اللہؐ نے ان سے بھی وہی بات کہی جو عثمان غنیؓ اور بُدیل بن ورقا سے کہی تھی، عثمان غنیؓ کو بعض رکاوٹوں کے باعث لوٹنے میں دیر ہوئی تو مسلمان کیمپ میں یہ خبر اڑ گئی کہ قریش نے انھیں قتل کر ڈالا ہے۔ رسول اللہؐ نے ان کے انتقام کے لئے مستعد ہونے کا حکم دے دیا اور کیمپ کے لوگوں سے ایک درخت کے نیچے اس بات کی بیعت لی کہ وہ قریش کے ساتھ عثمان غنیؓ کی انتقامی جنگ میں میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے یا جیسا کہ دوسرا قول ہے رسول اللہؐ کے ساتھ جنگ میں اپنی جان دینے سے دریغ نہیں کریں گے[2]۔ بہت سے لوگوں کو عثمان غنیؓ کی خاطر اپنی جان کی بازی لگانا پسند نہیں تھا، ان کی ایک جماعت بالفعل بیعت میں شریک نہیں ہوئی اور نمائشی مسلمانوں کا لیڈر عبداللہ بن اُبَی بن سلول علالت کا بہانہ کرکے بیعت کرنے نہیں آیا[3]۔ قریش

---

[1] دیار بکری ۲/۱۸

[2] انساب الاشراف ۱/۳۵۰

[3] مغازی صفحہ ۳۸۹

کو بیعت کا علم ہوا تو وہ گھبرا گئے، انھیں اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں رسول اللہؐ جنگ کا اعلان نہ کردیں، وہ لڑائی کے لئے بالکل تیار نہیں تھے، انھوں نے مناسب سمجھا کہ رسول اللہؐ کی طرف سے سمجھوتہ کی وہ پیشکش منظور کرلی جائے جو انھوں نے بدیل بن ورقاء کی معرفت بھیجی تھی۔ دونوں طرف سے معاہدہ کا مضمون طے کرنے کے لئے چند ایلچیوں کا تبادلہ ہوا، سمجھوتہ کی دستاویز کے شرائط یہ تھے کہ اس سال رسول اللہؐ حج نہیں کریں گے اور قربانی کے جانور اُسی جگہ ذبح کردیں گے جہاں خیمہ زن تھے، اگلے سال صرف نیاموں میں بند تلواریں لے کر آئیں گے اور حج کر کے تین دن بعد لوٹ جائیں گے، جو قریشی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا جائے اسے واپس نہیں کیا جائے گا لیکن جو قریشی اپنے سرپرست کی بلا اجازت مدینہ چلا جائے گا اسے واپس کردیا جائے گا، معاہدہ دو[1] (اور بقول بعض چار[2] اور بقول بعض دس) سال تک نافذ رہے گا، اس اثنا میں کوئی فریق دوسرے کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی یا غداری کا کام نہیں کرے گا، عرب قبائل کو اس بات کی آزادی ہوگی کہ وہ اس معاہدہ میں جس فریق کی طرف سے چاہیں داخل ہوجائیں[3]۔ رسول اللہؐ کے بیشتر ساتھیوں کو اس معاہدہ سے سخت حیرت ہوئی، رسول اللہؐ نے مدینہ میں حج کا اعلان کرتے وقت تصریح کی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس سال حج کروں گا، بعد میں خواب کی بذریعہ وحی توثیق بھی ہوگئی تھی۔ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہؐ کا خواب سچا تھا اور وحی سے بھی اس کی توثیق ہوگئی تھی تو رسول اللہؐ اسے اگلے سال تک ملتوی کرنے کو کیوں تیار ہوگئے! رسول اللہؐ کے مقربوں کی ایک جماعت کو یہ قرارداد بھی کھٹکی کہ (اسلام قبول کر کے یا قبول کرتے) جو قریشی مکہ سے مدینہ آئے گا اسے رسول اللہؐ واپس کردیں گے اور (اسلام چھوڑ کر یا چھوڑنے کے ارادہ سے) جو قریشی مکہ جائے گا اُسے

---

[1] مغازی ص۳۵۶

[2] انساب الاشراف ۱/۳۵۱

[3] ابن سعد ۲/۷۹، مغازی ص۳۵۶، انساب الاشراف ۱/۳۵۰

واپس نہیں کیا جائے گا، ان مقربوں کی رائے تھی کہ یہ قرارداد خاص طور پر مسلمانوں کے لئے باعث عار اور اسلام کے لئے باعث توہین ہے۔ رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ جانور ذبح کر کے سر منڈا دیں، ایک جماعت سر منڈانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوئی، اس کے نمائندوں نے کہا: رسول اللہ خدا نے آپ کو حج کا حکم دے کر یہ بتا دیا تھا کہ آپ اور آپ کے ساتھی بسلامتی مکہ میں داخل ہوں گے اور اب ہم بغیر حج کئے واپس جا رہے ہیں۔ ادائك اللہ یا رسول اللہ حین أمرك بالحج أنه مُدخلك مكة انت وأصحابك آمنين محلقين رؤوسكم ومقصرين فرجع ولم يكن ذلك[1]۔ نہیں معلوم رسول اللہؐ نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا۔ طبریؒ۔ رسول اللہؐ کے ساتھی مدینہ سے نکلے تو انھیں اس خواب کی بنا پر جو رسول اللہؐ نے دیکھا تھا حج کرنے کے بارے میں مطلق شک و شبہ نہیں تھا جب انھوں نے دیکھا کہ حج نہیں ہوا اور رسول اللہؐ نے بڑے ضبط سے کام لے کر سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ حج کئے بغیر مکہ سے واپس جا رہے ہیں تو انھیں ایسی مایوسی ہوئی اور اتنا غصہ آیا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ ۲) معاہدہ کرنے کے بعد رسول اللہؐ نے اپنے ساتھیوں کو قربانی کر کے بال منڈانے کا حکم دیا تو کسی نے ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی، تین بار حکم دینے کے بعد بھی جب کسی نے قربانی نہیں کی تو رسول اللہ غصہ ہو کر اپنی بیوی ام سلمہ کے خیمہ میں چلے گئے اور ان سے مسلمانوں کی نافرمانی کی شکایت کی، ام سلمہ نے کہا: آپ جا کر اپنا اونٹ ذبح کر لیجئے اور بال منڈا لیجئے (پھر دوسرے لوگ بھی آپ کی پیروی کرنے لگیں گے) وہ خیمہ سے نکلے اور کسی سے ایک لفظ تک کہے بغیر اپنا جانور ذبح کیا اور حجام کو بلا کر سر منڈایا، لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی جانور ذبح کرنے اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے ایسی بے چینی (اور غصہ) کے ساتھ گویا ایک دوسرے کی گردن کاٹ دیں گے۔

رسول اللہ کے ساتھی بالعموم حدیبیہ کے سمجھوتہ کو ایک بڑی ناکامی اور ہتک قرار دیتے تھے

---

[1] مغازی ص۶۰۶

[2] ۲/ ۷۹، ۸۰

گھر واپس ہوتے، اُن کی اداسی اور کوفت دور کرنے کے لئے راستہ میں انا فتحنا لک فتحاً مبینًا والی سورت نازل ہوئی۔ اس سورت میں درخت کے نیچے قریش سے لڑائی کی صورت میں فرار نہ ہونے یا جان دینے کی بیعت کرنے والوں کو یہودی بستی خیبر کی فتح اور اس سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کی خوش خبری دے کر ان کا غبارِ خاطر دور کیا گیا اور اُن مسلمانوں کو خیبر کی چڑھائی میں شرکت کی ممانعت اور اس سے حاصل ہونے والے مال و متاع سے محروم کر کے سرزنش کی گئی ہے جو بہانوں کی آڑ لے کر رسول اللہؐ کے ساتھ حج کرنے نہیں گئے تھے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین إذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونھا سیقول المخلفون إذا انطلقتم إلی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون أن یبدلوا کلام اللہ قل لن تتبعونا خدا خوش ہوا ان مسلمانوں سے جنہوں نے درخت کے نیچے تمھاری بیعت کی، ان کی بے چینی سے واقف ہو کر خدا نے ان کے دلوں کو سکون عطا کیا اور ایک فتح بھی جو عنقریب حاصل ہوگی اور جس میں انھیں بہت سا مالِ غنیمت ملے گا، رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ جانے سے گریز کرنے والے زیرِ درخت بیعت کرنے والوں سے کہیں گے جب تم خیبر کا مالِ غنیمت لینے جاؤ تو ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دینا، اس طرح وہ خدا کا حکم بدلنا چاہتے ہیں، محمدؐ ان سے کہہ دو ہم ہرگز تمھیں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

إنا فتحنا لک فتحًا مبینًا سے حدیبیہ کا سمجھوتہ مراد ہے جو یقینًا رسول اللہؐ کی عظیم فتح تھا کیونکہ اس کے تحت اُن کے سب سے بڑے اور طاقتور دشمن قریش نے کئی برس کے لئے ان کے خلاف لڑائی اور سازشوں سے باز رہنے کا وعدہ کر لیا تھا اور اس طرح انھیں یک سو ہو کر اپنی ساری توجہ حجاز سے سرحدِ شام نیز یمن تک عربوں کو مسلمان بنانے یا قبولِ اسلام سے انکار کی صورت میں ان کے مال و متاع اور وسائل پر قابض ہو کر اپنی اقتصادی توانائی اور عسکری طاقت بڑھانے کی طرف مبذول کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ (اس قسط کے ساتھ جائزہ ختم ہوا)